رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

فتویٰ نمبر مع رجسٹر	تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی	مضمون سوال وجواب	عنوان تبویب
۵۸ / ۱۲۸۹	۷/۱۲/۳۱ ( ) ۷/۲۵/۲۰۱۰	محمد طاہر جالندھری خادم الافتاء جامعہ مخزن العلوم خانپور۔		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واجب الاحترام محترم المقام شیخ الاسلام وشیخنا حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ سے امید ہے کہ آپ خیریت سے ہونگے اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت کے ساتھ آپ کا سایہ مبارک ہم پر تادیر سلامت رکھے اور امت مسلمہ آپ سے مستفید ہوتی رہے۔

حضرت والا کی خدمت اقدس میں گزارش ہے کہ دو مسائل میں تشفی مطلوب ہے۔

(۱) اگر کسی کے والدین وغیرہ اتنے ضعیف اور معذور ہوں کہ خود استنجاء وغیر ضروری بال صاف نہ کرسکتے ہوں تو اقارب میں سے کوئی اپنے ہاتھوں پر پلاسٹک کی تھیلی وغیرہ باندھ لے اور حتی الوسع اپنی نگاہ نیچی رکھ کر ان کو استنجاء کروائے یا غیر ضروری بال صاف کرے تو اسکی گنجائش ہے۔

(ص ۵۳ البلاغ جمادی الاخری ۱۴۲۸ھج وص ۵۵ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ)

گزارش ہے اقارب کیلئے معذور کا استنجاء کرانے کی جو گنجائش دی گئی ہے مریض کیلئے تو اس میں سہولت ہے لیکن احقر کو اس کی تائید میں کتب فقہ میں کوئی حوالہ نہ مل سکا بلکہ یہ صراحت ملی کہ اس صورت میں صرف زوجین ایک دوسرے کو استنجاء کرا سکتے ہیں یہ نہ ہوں تو استنجاء ساقط ہوجاتا ہے دوسرے اقارب کیلئے جائز نہیں ہے۔

فی ردالمحتار

الرجل المریض اذا لم تکن له امراة ولا امة وله ابن او اخ وهو لا یقدر علی الوضوء قال یوضئه ابنه او اخوه غیر الاستنجاء فانه لایمس فرجه ویسقط عنه الاستنجاء والمراة المریضه اذالم یکن لها زوج وهی لاتقدر علی الوضوء ولها بنة او اخت توضها ویسقط عنها الاستنجاء (ص ۳۴۱، کذافی فتاوی قاضی خان علی ہامش الہندیہ ص ۳۳ ج ۱، والہندیہ ص ۴۹ ج ۱، وخلاصۃ الفتاوی ص ۲۵ ج ۱)

اور امداد الاحکام میں ہے

تنبیہ: استنجاء میں بیوی کے سوا کسی اور سے مدد لینا جائز نہیں۔ ہاں وضوء وغسل میں اولاد اور نوکر سب سے مدد لینا جائز بلکہ واجب ہے لیکن غسل میں پردہ کا اہتمام لنگی وغیرہ لازم وضروری ہے۔

فقہاء کرام نے معذور کے غیر ضروری بال صاف کرنے کو جو جائز قرار دیا ہے (کذافی الہندیہ ص ۳۵۸ ج ۵) شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اس میں ابتلاء کم ہوگا اور استنجاء میں زیادہ ہے اس لئے استنجاء کا حکم اور ہے۔

حضرت والا مدظلہ العالی شفقت فرمائیں "البلاغ" کے مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے اسے مدلل بیان فرمادیں۔

(۲) فتاوی عثمانی میں ہے۔

"نابالغ کا ایجاب وقبول معتبر نہیں۔ لہذا اگر بکر نے اپنے نابالغ بچے کا نکاح کراتے وقت خود ایجاب وقبول کیا ہے تب تو نکاح صحیح ہوگیا اور اگر خود کرنے کی بجائے نابالغ بچے سے کرایا ہے تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا" (ص ۲۷۵، ۲۷۶ ج ۲)

Scanned by CamScanner

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دارالعلوم کراچی

عنوان
تبویب

مضمون سوال وجواب

تاریخ نقل فتاویٰ	نام وپتہ مستفتی

گزارش ہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل ہونی چاہئے
کہ نابالغ ممیز کا ایجاب وقبول ولی کی اجازت سے معتبر ہے اس سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور نابالغ غیر ممیز کا معتبر نہیں ہے
جیسا کہ امداد المفتیین میں ہے۔ (ص ۴۵۶ تا ۴۵۸)
فتاوی عثمانی میں عنوان وغیرہ کے عموم سے کسی دیکھنے والے کو مغالطہ ہو سکتا ہے کہ یہ حکم عام ہے۔
حضرت والا مدظلہم العالی امداد المفتیین میں بیان کی گئی تفصیل میں غور فرمالیں اور اپنی تحقیق سے نوازیں بندہ **اگر صحیح سمجھ نہ** سکا ہو تو متنبہ فرمادیں۔ بہت نوازش اور احسان ہوگا۔ اللہ تعالی آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔
اللهم احفظ شيخنا العثماني من شرالفتن و نفعنا الله تعالى بطول عمره وفيوضه وبركاته

سائل

محمد طاہر جالندھری

خادم الافتاء: جامعہ مخزن العلوم خانپور

۱۴۳۱/۵/۱۹

بیوی کے علاوہ دیگر اقارب معذور کو استنجا کروا سکتے ہیں یا نہیں؟ البلاغ کے ایک مسئلے پر اعتراض کا جواب

الجواب حامداو مصلیا

(۱)۔۔۔مذکورہ عبارت میں دو مسئلے ہیں، پہلا مسئلہ ہے اقارب میں سے کسی کا معذور والدین وغیرہ کے غیر ضروری بال صاف کرنا، اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے وقت نگاہیں نیچی رکھتے ہوئے کسی کے غیر ضروری بال صاف کرنے کی اجازت دی ہے (کما فی العبارۃ: ۱، ۲، ۳، ۴) دوسرا مسئلہ ہے اقارب میں سے کسی کا معذور والدین وغیرہ کو استنجاء کروانے کا حکم، اس بارے میں فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص معذور ہو کہ خود استنجاء کرنے پر قادر نہ ہو اور اس کی بیوی بھی نہ ہو جو اسے استنجاء کروادے تو ایسی صورت میں اس معذور سے استنجاء ساقط ہو جاتا ہے (کمافی العبارۃ: ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲) البتہ اگر اس صورت میں زوجین کے علاوہ اقارب میں سے کوئی معذور کو استنجاء کرادے تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں عرض یہ ہے کہ اگر ہاتھوں پر موٹے کپڑے یا موٹے پلاسٹک کی تھیلی باندھ لی جائے جس سے شرمگاہ کا مس نہ ہو اور اس کی حرارت محسوس نہ ہو اور شرمگاہ کی طرف نظر بھی نہ کی جائے تو اس صورت میں اقارب کے لئے معذور کو استنجاء کروانے کی گنجائش ہے جس کی وجوہ درج ذیل ہیں:

(الف) شامیہ ودیگر کتبِ فقہیہ کی عبارات جن میں زوجین کے نہ ہونے کی صورت میں دیگر اقارب کے [ن]ے مریض کو استنجاء نہ کروانے کا ذکر ہے ان میں سقوطِ استنجاء کی علت ''لا یمس فرجہ'' اور ''لا یحل مس [...]'' ذکر کی گئی ہے، جبکہ ہاتھ پر موٹے کپڑے یا موٹے پلاسٹک کی تھیلی باندھنے کی صورت میں مسِ فرج

رجسٹر نقل فتاویٰ جامعہ دار العلوم کراچی

عنوان تبویب	مضمون سوال وجواب	نام وپتہ مستفتی	تاریخ نقل فتاویٰ	نمبر رجسٹر

والی علت نہیں پائی جاتی، نیز البلاغ کے مسئلہ میں ''غضِ بصر'' کی قید بھی ہے، لہٰذا ممانعت کی علت یعنی ''مس العورۃ'' اور ''نظر الی العورۃ'' نہ ہونے کی بناء پر اگر اقارب میں سے کوئی ایک اپنے ہاتھوں پر موٹے کپڑے یا موٹے پلاسٹک کی تھیلی باندھ لے اور حتی الامکان نگاہیں نیچی رکھتے ہوئے معذور والدین وغیرہ (جو کہ خود استنجاء کرنے پر قادر نہ ہوں) کو استنجاء کروادے تو اس کی گنجائش ہے اور اس توجیہ کی تائید ''المحیط البرھانی'' کی اس عبارت سے بھی ہوتی ہے:

''لأن كل موضع لا يجوز النظر إليه لا يجوز مسه، إلا من فوق الثياب''(انظر العبارة الرابعة)

(ب) مذکورہ مسئلہ کی نظیر میت کو غسل دیتے وقت اس کی شرمگاہ کو دھونا ہے جس کے بارے میں فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر میت کو غسل دینے والا شخص میت کی شرمگاہ کو کسی کپڑے سے ڈھانپ لے تاکہ اس کی شرمگاہ پر نظر نہ پڑے اور اپنے ہاتھوں کو بھی کسی کپڑے وغیرہ کی تھیلی سے باندھ لے تاکہ میت کی شرمگاہ کا مس نہ ہو تو اس صورت میں میت کی شرمگاہ کو دھونا جائز ہے۔ (کمافی العبارۃ: ۱۳، ۱۴)

(ج) فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بوقتِ ضرورت غضِ بصر کے ساتھ کسی کے غیر ضروری بال صاف کرنے کو جائز قرار دیا ہے (کمافی العبارۃ: ۱، ۲، ۳، ۴) اور ہماری تلاش کی حد تک فقہاء کی عبارات میں ہر جگہ ''حلقِ عانہ'' میں جواز کا لفظ استعمال کیا گیا ہے نہ کہ وجوب کا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''حلقِ عانہ'' ہو یا ''استنجاء'' عذر اور عدمِ استطاعت کی وجہ سے وجوب دونوں میں ساقط ہے اور جواز مشروط ہے دو شرطوں کے ساتھ کہ (۱) براہِ راست مس نہ ہو اور (۲) حتی الامکان غضِ بصر ہو۔

حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے:

(۱) لما فی البحر الرائق – فصل فی البیع (۸ / ۲۳۳)

وفي جامع الجوامع حلق العانة بيده وإن حلق الحجام جاز إذا غض بصره۔

(۲) وفی الفتاوی الهندیة – (۵ / ۳۵۸)

في جامع الجوامع حلق عانته بيده وحلق الحجام جائز إن غض بصره كذا في التتارخانية

Scanned by CamScanner

(٣)وفی الشامية:(١١٥،٧)

مطلب: لا بأس للحمامي أن يطلي عورة غيره بالنورة إذا غض بصره حالة الضرورة

لا بأس للحمامي أن يطلي عورة غيره بالنورة انتهى.لكن قال في الهندية بعد أن نقل عن التاترخانية أن أبا حنيفة كان لا يرى بأسا بنظر الحمامي إلى عورة الرجل، ونقل أنه ما يباح من النظرللرجل من الرجل يباح المس، ونقله عن الهداية ونقل ما نقلناه، لكن قيده بما إذا كان يغض بصره.ونقل عن الفقيه أبي الليث أن هذا في حالة الضرورة لا في غيرها.

(٤)المحيط البرهاني(كتاب الاستحسان والكراهيةالفصل التاسع فيما يحل للرجل النظر اليه للإمام برهان الدين ابن مازة – (ج ٥ / ص ١٨٠)

قال محمد بن مقاتل الرازي: لا بأس بأن يتولى صاحب الحمام عورة إنسان بيده عند التنوير إذا كان يغض بصره كما أنه لا بأس به إذا كان يداوي جرحا أو قرحا، قال الفقيه: وهذا في حالة الضرورة لا في غيرها؛ لأن كل موضع لا يجوز النظر إليه لا يجوز مسه، إلا من فوق الثياب.

(٥)المحيط البرهاني للإمام برهان الدين ابن مازة – (ج ١ / ص ١٧٣)

الرجل المريض إذا لم يكن له امرأة ولا أمة وله ابن أو أخ، وهو لا يقدر على الوضوء، قال: يوضئه ابنه أو أخوه غير الطهور، فإنه لا يمس فرجه ويسقط عنه الاستنجاء، وفرائض المرأة المريضة إذا لم يكن لها زوج ومن لا يقدر على الوضوء ولها أخت، قال: توضئها الأخت إلا الطهور وسقط عنها الاستنجاء.

(٦)وفی فتاوی قاضيخان :(٣٣،١)

وكذا قالوا فی المريض اذا لم يكن له امرأة وعجز عن الوضوء وله ابن أو اخ فانه يوضيه الاأنه لا يمس فرجه إلا من يحل له وطؤها والمرأة المريضة ان لم يكن لها زوج وعجزت عن الوضوء ولها بنت أو أخت توضيهاويسقط عنها الاستنجاء۔

تاریخ نقل فتاویٰ	نام و پتہ مستفتی	مضمون سوال و جواب	عنوان تجویب

(۷)وفی خلاصة الفتاویٰ:(۱،۲۵)

وکذا المریض اذا کان له ابن أو اخ أو المریضة اذا کانت لها بنت یسقط الاستنجاء و یوضیه الابن أو الاخ و توضیها البنت۔

(۸)وفی حاشیة ابن عابدین – (ج ۱ / ص ۳٤۱)

الرجل المریض إذا لم تكن له امرأة ولا أمة وله ابن أو أخ وهو لا يقدر على الوضوء قال يوضئه ابنه أو أخوه غير الاستنجاء فإنه لا يمس فرجه ويسقط عنه والمرأة المريضة إذا لم يكن لها زوج وهي لا تقدر على الوضوء ولها بنت أو أخت توضئها ويسقط عنها الاستنجاء اھ

(۹)وهکذافی الفتاویٰ التاتارخانیة:(۱،۷۷)

(۱۰)وفی الفتاوی الهندیة – (ج ۱ / ص ٤۹)

الرجل المريض إذا لم يكن له امرأة ولا أمة وله ابن أو أخ وهو لا يقدر على الوضوء فإنه يوضئه ابنه أو أخوه غير الاستنجاء فإنه لا يمس فرجه وسقط عنه الاستنجاء كذا في المحيط. المرأة المريضة إذا لم يكن لها زوج وعجزت عن الوضوء ولها ابنة أو أخت توضئها ويسقط عنها الاستنجاء كذا في فتاوى قاضي خان

(۱۱)وفی حاشیة الطحاوي علی مراقي الفلاح – (ج ۱ / ص ۳۲)

مريض عجز عن الاستنجاء ولم يكن له من يحل له جماعه سقط عنه الإستنجاء لأنه لا يحل مس فرجه إلا لذلك والله أعلم اه

(۱۲)وفی احکام المرضی لابن تاج الدین الحنفی:(۸٤)

المریض اذا لم یقدر علی الوضوءفان کانت له امرأة أو امةتوضئه وتمس فرجه والابن والاخ لا یمس فرجه۔

(۱۳)وفی الفتاوی الهندیة – (۱ / ۱۵۸)

وتستر عورته بخرقة من السرة إلى الركبة كذا في محيط السرخسي وهو الصحيح كذا في المحيط ظاهر المذهب أن يستر عورته الغليظة دون الفخذين كذا في الخلاصة هو الصحيح كذا في الهداية ويستنجى عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى كذا في

Scanned by CamScanner

محيط السرخسي وصورة استحبائه أن يلف الغاسل على يديه خرقة ويغسل السوأة لأن مس العورة حرام كالنظر إليها كذا في الجوهرة النيرة ولا ينظر الرجل إلى فخذ الرجل عند الغسل وكذا المرأة لا تنظر إلى فخذ المرأة كذا في التتارخانية.

(١٤)وفي المحيط البرهاني – (٣ / ٢٨٧)

ويوضع على عورته خرقة؛ لأن ستر العورة واجب على كل حال، والآدمي محترم حياً وميتاً.ألا ترى أنه لا يحل للرجال غسل النساء ولا للنساء غسل الرجال الأجانب بعد الوفاة، ثم ظاهر الرواية أنه يستر السوءة وهي العورة الغليظة وحدها ويترك فخذاه مكشوفتين.قال و «في النوادر»: ويوضع على عورته من السرة إلى الركبة، وهكذا ذكر الكرخي في كتابه وهو الصحيح، قال عليه السلام لعلي رضي الله عنه: «لا تنظر إلى فخذ حي وميت» ويلف الغاسل على يديه خرقة ويغسل السوءة؛ لأن مس العورة حرام كالنظر فيجعل على يده خرقة ليصير حائلاً بينه وبين العورة.

(٢)۔۔۔آپ کی بات درست ہے کہ نابالغ ممیز کا ایجاب وقبول ولی کی اجازت سے معتبر ہے اس سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور نابالغ غیر ممیز کا ایجاب وقبول معتبر نہیں، البتہ فتاویٰ عثمانی کے مسئلے میں سوال سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ نکاح کے وقت لڑکا نابالغ غیر ممیز تھا کیونکہ نکاح کے وقت لڑکا اور لڑکی دونوں نابالغ تھے پھر نکاح کے کچھ عرصہ بعد لڑکی بالغ ہوئی اور لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد بھی لڑکے کے بالغ ہونے میں چھ سات سال کا عرصہ باقی تھا جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کے وقت لڑکا نابالغ غیر ممیز تھا، تاہم مزید وضاحت کے لئے آئندہ ایڈیشن میں نابالغ کے ساتھ ”غیر ممیز“ کی قید کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد جاوید

(محمد جاوید عفی عنہ)

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

۹۔۸۔۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۹-۸-۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد المنان عفی عنہ
۱۱/۸/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
۱۱/۸/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح
۱۱/۸/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح
۱۱/۸/۳۱ھ

الجواب صحیح
۹/۸/۱۴۳۱ھ

Scanned by CamScanner